بانجھ زمین

صدائے ولایت - علی حسنین رضوی

(pakcolumnist@yahoo.de)

قریب چھ ماہ پر مُحیط ایک طویل وقفے کے بعد آج ایک دفعہ پھر ہاتھ میں قلم تھام لیا ہے۔اپنے قارئین سے معذرت کے ساتھ کہ کچھ کاروباری مشکلات مانع تھیں اور کچھ پاکستان کے دگرگوں حالات۔معاشی یا کاروباری مشکلات انسان سے اُس کی تخلیقی صلاحیتیں کس تیزی سے چھین لیتی ہیں۔اس کا عملی مظاہرہ دیکھ چکا ہوں۔اور پھر سوچتا ہوں کہ لکھوں بھی تو کس کیلئے کیا ایک ایسی قوم کیلئے جو اپنی تخلیق کے دن سے ہی اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہے یا ایک ایسی قوم کے لئے جہاں تعلیم و تحقیق کسی کی ترجیح ہی نہیں یا پھر ایک ایسی قوم کیلئے جو اپنے اوپر حکمرانی کیلئے درندوں اور لٹیروں میں سے کسی ایک کے بارے میں فیصلہ ہی نہیں کر پا رہی۔

چلیں آج ٹیکنالوجی پر بات کرنے سے پہلے ایک درخواست سوال کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔کیا پاکستان میں کوئی ایسی NGO ہے جو اُن متاثرین کے بارے میں معلومات اکٹھی کر سکے جو پچھلے پندرہ سے بیس سالوں میں اپنی گاڑیوں میں سیٹ بیلٹ نہ ہونے کی وجہ سے یا پھر ناکارہ بریک سسٹم کی وجہ سے حادثے کا شکار ہوئے یا جن کا نقصان ان وجوہات کی بنا پر اندازے سے کہیں زیادہ ہوا۔اگر کوئی NGO پاکستان بھر سے ایسی مُستند معلومات جمع کر سکے اور متاثرین کیلئے عدالت عظمیٰ میں ایک زرتلافی کی پٹیشن دائر کر سکے تو شائد آٹو موبائل انڈسٹری کے وہ نامور ہاتھی جو پاکستان میں غیر معیاری اور غیر تصدیق شدہ مصنوعات با آسانی بیچتے ہیں کو ایک مضبوط پیغام جائے گا کہ آئندہ پاکستانی صارفین کو انسان کی حیثیت دینا شروع کردیں۔کوئی مغالطے میں نہ رہے ایسی کوئی بھی پٹیشن اربوں روپے زرتلافی سے کیا ہی کم ہوگی۔"اہل علم" اور "مُجرم" دونوں جانتے ہیں کہ میں کن گاڑیوں اور کن کمپنیوں کی بات کر رہا ہوں۔

اب آیئے ٹیکنالوجی اور اُس میں پنہاں ممکنات کی جانب۔آج کے کالم میں ایک تجویز حاکم وقت کیلئے اور ایک تجویز ٹیکسٹائل کے کاروباری دماغوں کی نذر کرتا ہوں۔حکومت سے گزارش ہے کہ شائد آپ کی کبھی ترجیح ہی نہیں رہی کہ پاکستان کی مقامی آٹو موبائل انڈسٹری کو فروغ دیا جائے۔کچھ مضائقہ نہیں۔مگر کیا آپ اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ پاکستان میں ایک خاص حد سے زیادہ زرمبادلہ کمانے والی بڑی بڑی کمپنیوں کو پابند کردیں کہ اُن کی گاڑیوں کی ٹیسٹنگ جزوی طور پر پاکستان میں ہونی چاہیے۔مثال کے طور پر گاڑی کو عموماً تین شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔Powertrain/Engine/Chassis, Infotainment, Comfort آپ کسی ایک شعبے کی ٹیسٹنگ کُلی نہیں تو جزوی طور پر پاکستان میں شروع کروادیں۔نتیجہ واضح ہے کہ اگلے پانچ سال میں آپ کے ملک میں آٹو موبائل انڈسٹری کی ایجادات کو جزوی طور پر پرکھا جائے گا آپ کے نوجوان اگر اس موقع سے فائدہ اُٹھا سکے تو اگلے مرحلے کے لئے آپ کو کچھ خاص تردد نہیں کرنا پڑے گا اور یہ قوم Tester سے Manufacturer کا سفر آپ کی سوچ سے زیادہ تیزی سے کرے گی۔جب ایک نئی انڈسٹری وجود میں آئے گی تو یقیناً نئی ایجادات کیلئے بھی راستہ کھلے گا اور اگر یہ مٹی آج بھی زرخیز ہے تو ایک سے ایک اچھوتا خیال اور اُس کو عملی جامہ پہنانے والے سامنے آئیں گے۔جو لوگ اس انڈسٹری کو جانتے ہیں اُنہیں معلوم ہے کہ آٹو موبائل میں

HIL مشین کی کیا اہمیت ہے اور اُس پر گاڑیوں کی خوبیوں کو جانچنے والا Tester کتنا اہم ہوتا ہے۔ چلیں وسان صاحب کی طرح ایک خواب میں بھی دیکھ لیتا ہوں کہ پاکستان سوفٹ ویئر انڈسٹری کی طرز پر آٹو موبائل انڈسٹری کو بھی اگلے پانچ سالوں میں معیاری اور ارزاں Offshore Development & Testing سہولتیں پیش کر سکے۔

چلیں اب ٹیکسٹائل انڈسٹری کے ماہرین کے طرف آتے ہیں جناب کبھی آپ لوگوں نے سوچا ہے کہ Soft Top گاڑی یا Convertible Car کی چھت کس کپڑے سے بنتی ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ایسی گاڑیاں صرف رؤوساو رأمراء کا شوق ہوتا ہے۔ اس لئے اس انڈسٹری کو کبھی زوال نہیں ہے۔ اگر آپ پہلے مرحلے میں اس کپڑے کی پیداوار اور دوسرے مرحلے میں مکمل چھت کی پیداوار کر سکیں تو یقین مانئے منافع لامحدود ہے بس آپ کو ٹیکسٹائل اور ٹیکنالوجی کو ملا کر دیکھنا ہوگا یا کسی متعلقہ ٹیکنالوجی پارٹنر کے ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔ میں ایسی کمپنیوں کو جانتا ہوں جو کپڑے کی چھت سے لے کر ECU Integration کے بعد مکمل چھت مہیا کرتی ہیں اور وہ بھی بہت مہنگے داموں میں۔ دو میں سے ایک چیز کی مہارت پاکستان میں ہے اور دوسری چیز کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے اگر کسی کو دلچسپی ہو تو مصنف مزید معلومات مکمل تفصیل کے ساتھ مہیا کر سکتا ہے۔

یاد رکھئے ایک عطاء الرحمان صاحب ہیں جو بار ہا نینو ٹیکنالوجی اور تحقیق کی اہمیت پر زور دیتے رہتے ہیں اور اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہ خاکسار بھی باقی ماندہ شعبوں میں تحقیق کے راستے اور اس میں پوشیدہ روزگار کے مواقع تلاش کرتا رہتا ہے کہ شائد اس طرح ہی سہی مگر کچھ تو مٹی کا حق ادا ہو سکے۔ میں بار ہا کہتا ہوں کہ کوئی اور راستہ نہیں ہے سوائے تعلیم اور تحقیق کے مگر افسوس کہ جنہیں اس چیز کا ادارک ہے وہ مایوس اور بے اختیار ہیں اور جو با اختیار ہیں اُن کی ترجیحات حکمرانی اور عیاشی ہے۔ غور تو کیجئے کہ قوم کو منتخب کرنے کے لئے یا تاجر ملتے ہیں یا لٹیرے اور یا پھر درندے اور تاریخ انسانیت گواہ ہے کہ حکومت نہ تاجروں کا کام ہے نہ درندوں کا اور نہ ہی لٹیروں کا، کاش کہ یہ مٹی کوئی بے لوث رہنما پیدا کر سکے۔